فکرِ شباب

مصنف :۔ سید ریاض حسین شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ
خیابان سید سیکٹر ۳ راولپنڈی

بنیادی عقیدہ

- اللہ ہمارا رب ہے، اور منزّہ عن العیوب ہے۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور معصوم عن الخطا ہیں۔
- قرآن مجید خدا کی کتاب، ہمارا ضابطہ حیات اور بے عیب ہے۔

انسان خطاؤں اور لغزشوں کا پتلا ہے۔ اس حیثیت سے بہر حال یہ امکان رہتا ہے کہ وہ لکھتے ہوئے پھسل جائے ---- دورانِ مطالعہ اگر آپ اشارۃً یا صراحتہً کسی بھی انداز میں ہمارے درج بالا بنیادی عقیدہ کو مجروح ہوتا ہوا پائیں تو اس کو ہماری ذاتی کمزوری متصور کرتے ہوئے قلم زد کر دیجئے ہم اپنی عزّت، مقام اور جھوٹی اَنا کے مقابلہ میں ایمان کو بہر صورت ترجیح دیتے ہیں۔

* * * * *

نوٹ (منجانب :۔ سائٹ ایڈمن)

محترم قارئین۔ اگر آپ کو کسی کتاب / مضمون میں کوئی ٹائپنگ کی لفظی غلطی نظر آئے تو برائے کرم ہمیں فوراً ای میل ایڈریس پر (کتاب / مضمون کا نام بمع صفحہ نمبر) مطلع فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اللہ عزوجل ہمیں ہر خطا سے محفوظ فرمائے اور جو غلطی ہوئی اُسے معاف فرمائے۔ آمین

E-mail :- kamranis1@hotmail.com

kamran@shahjee.net

Website :- www.shahjee.net

بِسۡمِ اللّٰہ الرّحمٰن الرّحِیۡم

اللہ کی ہر نعمت پر شکر واجب ہے۔ شباب اور جوانی بھی خدا کی نعمت ہے۔ اس لئے اس پر بھی شکر واجب ہے۔ کتنے بخت آور ہوتے ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ جل جلالہ ' اپنے اس عطیے سے نوازتا ہے اور طاقت ' قوت ' حسن و جمال ایسی عطاؤں کے دروازے کھول دیتا ہے۔

جوانو ! غور کرو وُہ اللہ کی ذات جس کے قبضہ قدرت میں ارض وسما ہے ---- فلک وثریٰ ہے ---- گھنگھور گھٹائیں ہیں ---- خوش منظر فضائیں ہیں ---- حرکت و ثبات ہے ---- جماد و نبات ہے ---- یمین ولیسّار ہیں ---- دریا وابحار ہیں۔

روشن دن اور گہری راتیں ' سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے ' یہ موت و حیات کے سلسلے اسی نے شروع کئے۔ یہ گورے اور کالے انسان اسی نے پیدا کئے۔ ان وحوش وطیور کو جان اسی نے بخشی ' یہ بوڑھے اور ناتواں لوگ اسی کے حکم سے کمر خمیدہ ہوئے ' یہ وہی ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے ' چاہے تو امیروں کو غریب اور غریبوں کو امیر کردے ' چاہے تو شاہوں کو گدا اور گداؤں کو شاہ بنا دے۔ چاہے تو معصوم بچّوں سے ظِلّ پدری چھین کر انہیں یتیم بنادے اور چاہے تو خوش عیش عورتوں کے سہاگ چھین کر انہیں بیوہ کردے اس پر کسی کا زور نہیں ' وہ خدا ہے ہم بندے ' وہ جابر ہے ' ہم مجبور ---- وہ خالق ہے ' ہم مخلوق ---- وہ مراد ہے ہم مرید ---- وہ قادر ہے ہم مقدور ---- وہ مالک ہے ہم مملوک ---- مرضی اس کی چلتی ہے ' بندہ چاہے بھی تو کیا چاہے ' قدرتیں ساری تو اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ قَدِیۡرہ

مانا کہ آج تم جوان ہو ---- آج تم طاقت میں ہو ---- آج تم اپنے جیسا کسی کو نہیں سمجھتے ---- آج تمہاری نظر شوخ شوخ ہے ---- آج تمہارے ارادے شر ر شر ر ہیں ---- آج حسن تمہارے گردا گرد گھومتا ہے ---- آج ادائیں تمہارا طواف کرتی ہیں۔

تسلیم کیا ! ---- دولت بھی تمہارے پاس ہے ---- ثروت بھی تمہارے پاس ہے۔ دوڑتی گاڑیاں اور فلک بوس عمارتیں بھی تمہارے پاس ہیں۔ دوستوں کی کثرت اور رشتوں کی فراوانی ' سب کچھ تم رکھتے ہو۔ چلو یہ بھی مان لیا کہ تم چاہو تو ستارے جڑ جائیں اور پہاڑ اڑ جائیں اس لئے کہ دنیا تمہاری ہے اور اس سے بھی انکار نہیں کہ ---- بچپنے کی لاشعوری ---- بڑھاپے کی ناتوانی ---- غربت کی پریشانیاں ---- مسکنت کی قیامت سامانیاں ---- تہی دست ہونے کے درد اور محتاج ہونے کے اضطراب۔ تم نے کچھ بھی نہیں دیکھے۔

چلو یہ بھی سہی کہ :

ماں تمہیں ہی اپنا قبلہ سمجھتی رہی ---- باپ تمہیں ہی اپنا مقصود تصور کرتا رہا ---- استاد اپنا دستِ شفقت تمہارے ہی سر پر رکھتا رہا ---- ماحول تم پر ہی فدا ہوتا رہا ---- معاشرہ تمہاری ہی رائے کو قوی سمجھتا رہا۔ فیصلہ وقضا کی طنابیں تمہارے ہی ہاتھ میں رہیں۔

بلکہ ایسے بھی کہہ لو کہ : ----

خوبیوں کا مرجع ---- محاسن کا مصدر ---- حقوق کا محور ---- داد و تحسین کا مرکز ---- سب کچھ تم ہی ہو لیکن کبھی سوچا اور غور کیا کہ :

قطرہ آب سے کون پیدا ہوا؟ ---- شکم مادر میں بے کسی کی زندگی کس نے بسر کی ؟

بچپنے میں قدم قدم پر ناتوانیوں کے ہجوم نے کسے گھیرا؟ ماں کی ممتا کے لئے کون ترسا؟ باپ کی شفقت کے لئے کون تڑپا ؟ ---- سردیوں کی شدت نے کس کو رلایا؟ گرمیوں کی حِدّت نے کس کو تنگ کیا؟ ---- نجاست سے لتھڑے کپڑوں میں راتیں کس کی گزریں ؟ ---- غلاظتوں کے ڈھیر میں کون آلودہ ہوا؟ ---- معصوم معصوم ہاتھوں کو دوسروں کے ٹکڑوں کی طرف کس نے پھیلایا؟ ---- کج مج زبان سے مہمل باتیں کس نے کیں ؟

شباب ہمیشہ رہے گا؟ ---- عمر کے سائے نہیں ڈھلیں گے ؟ ---- موت کی ہچکیاں نہیں لگیں گی ؟ ---- خدا کی کچہری میں پیشی نہیں ہو گی ؟

جوانو ! چاند بھی ایک صورت میں نہیں رہتا، کبھی ہلال، کبھی قمر، کبھی بدر ہوتا ہے۔ تمہیں بھی اس دنیا میں سدا نہیں رہنا۔ یہاں جو آیا ہے جانے کے لئے اور جو پیدا ہوا ہے وہ مرنے کے لئے۔ بقا تو صرف اللہ ہی کی ذات کے لئے ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۚ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ہ

(الرَّحمٰن (۲۶،۲۷،۲۸)

" جو بھی ہے سوا سے فنا ہے، باقی تو صرف تیرے ربّ کی ذات ہے، بزرگی اور عظمت والا۔ پس اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے " ؟

آج ہمارے نوجوانوں کی حالت پتلی ہے --- ان کی سوچ سرسری ہے۔ ان کے اخلاق کھوکھلے ہو چکے ہیں ---- ان کی پیشانیاں سجدوں کے نُور سے محروم ہیں ---- ان کی آنکھیں آبِ عصمت سے خالی ہیں ---- ان کے دل دردِ محبت اور غمِ مِلّت سے ناآشنا ہیں ---- ان کی مجلسیں شہوانی باتوں سے بھرپور ہیں ---- ان کی زبانیں جنسی بے راہ روی سے آلودہ ہیں ---- ان کا تخیل بربادیوں کا شکار ہے ---- ان کے افکار باطل تصورات کے اندھیروں میں ڈوبے ہیں ---- مغربی تقلید نے ان کے ہاں اسلامی نظریاتی خیموں کو اجاڑ رکھا ہے۔

ہم پاکیزہ شباب اور مطہر فکر رکھنے والے نوجوانوں کی بات نہیں کرتے۔ ہمیں شکوہ تو ان شر زدوں سے ہے۔

جنہیں بہن اور ماں کی تمیز نہیں ---- خیر اور نیکی کا پاس نہیں، صبح خرمستیاں، شام آوارہ گردیاں ---- گلیوں میں تنکوں کی طرح اڑنا ، ---- کوچوں میں خاک کی طرح ذلیل ہونا ---- ادھر جا نکنا، اُدھر تاڑنا، اسے گالی، اُسے چھیڑنا۔-- پڑھنے سے گریز ، کھیلنے سے شغف ---- چلنا تو اکڑ اکڑ کر، بولنا تو بگڑ بگڑ کر، ہنسنا تو کھِل کھِل کر، کھانا تو مچل مچل کر، سونا تو بجھ بجھ کر، جاگنا تو رک رک کر، مستی ہی مستی، نشہ ہی نشہ۔

ماں کا ادب نہیں ---- باپ کا احترام نہیں ---- استاد کی توقیر نہیں۔ شرم جہاں نہیں خوفِ خدا نہیں ---- قدم قدم نغمے، گام گام گانے ---- لحظہ لحظہ غفلت ---- لمحہ لمحہ جہالت عُریانیت کے طوفان ---- فحاشی کی آندھیاں۔-- کس سے گلہ کس سے شکوہ۔ اے بندگانِ خدا سوچو تو سہی ! سنو تو سہی ! تمہارا خدا تم سے کیا کہتا ہے۔

وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِالسَّلٰمِ ط وَیَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ہ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰی وَزِیَادَۃٌ ط وَلَا یَرۡہَقُ وُجُوۡہَہُمۡ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّۃٌ ط اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ج ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ہ وَالَّذِیۡنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ م بِمِثۡلِہَا ہ لا وَتَرۡہَقُہُمۡ ذِلَّۃٌ ط مَا لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ عَاصِمٍ ہ کَاَنَّمَاۤ اُغۡشِیَتۡ وُجُوۡہُہُمۡ قِطَعًا مِّنَ الَّیۡلِ مُظۡلِمًا ط اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ہ (سورۃ یونس ٢٥:٢٦)

" اللہ کی دعوت سلامتی کے گھر کی طرف ہے جسے چاہتا ہے وہ سیدھی راہ کی ہدایت بخشتا ہے۔ وہ لوگ جو نیکیاں کرتے ہیں ان کے لئے بہتر جزا ہوتی ہے اور وہ بڑھتی ہی رہتی ہے۔ ان کے چہروں پر نہ تو سیاہی چڑھتی ہے اور نہ ہی ذِلّت ظاہر ہوتی ہے۔
ایسے ہی لوگ دراصل جنتی ہوتے ہیں اور وہ جنت ہی میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ لوگ جنہوں نے
برائیاں کمائیں ان کا بدلہ بُرائی ہی کی مثل ہو گا۔ ذِلّت ان پر نمایاں ہو گی۔ اللہ سے انہیں
کوئی بچانے والا نہیں۔ چہرے ان کے ایسے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے چڑھا دیئے
گئے ہوں۔ ایسے ہی لوگ دوزخی ہوتے ہیں اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے " ۔

نوجوانو! کبھی غور کیا کہ :

تم کس شجر کی شاخ ہو ---- کس پھول کی کلی ہو ---- کس آسمان کے ستارے ہو ---- کس پربت کا ناز ہو ---- کس کہکشاں کا حسن ہو ---- کس چمن کے پروردہ ہو؟ ---- کس نور کی جھلک ہو ---- کس آنکھ کی ٹھنڈک اور کِس دِل کی دھڑکن ہو؟ ---- کس آغوش نے تمہیں پالا ہے؟

یقیناً تم جانتے ہو کہ تمہارے ہاتھ میں پکڑی ہوئی رسّی کا دوسرا سِرا فخرِ رسالت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔ کیا تم یہ بھول گئے ہو کہ تمہارے کانوں نے دنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلی آواز جو سنی تھی وہ خالقِ ارض و سما سے وفا اور سکونِ فلک وثریٰ رسالت مآب علیہ السلام کی غلامی کی دعوت تھی اور یہ بات بھی شک و شبہ سے بالا ہے کہ تمہاری زبان نے بار ہا محمد علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے میٹھے میٹھے نام کی مالا جپ کر وفاؤں کا اظہار کیا ہے۔ تمہیں جس ماں نے پالا ہے وہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی فدائی تھی تمہیں جس باپ نے تربیت دی ہے وہ محمد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا غلام تھا۔ تم نے جس ماحول میں آنکھ کھولی ہے یقیناً اس میں دعوتِ محمد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پہنچی ہے۔ تم اگر برباد ہوئے ' تمہارے اخلاق اگر کسی نے بگاڑے ---- تم اگر فساد کے کھوکھلے دہانے پر آکھڑے ہوئے ---- تو اس میں سارا قصور ' ساری کمزوری اور ساری غلطی اس شرِ ذمہ ذلیلہ کی ہے جسے تم اپنا سمجھتے رہے ہو۔ یہ سارا فساد ' یہ سارا جرم " یہود " کا ہے " نصاریٰ " کا ہے ' مشرکین کا ہے اور ہر اس تہذیب کا ہے جس میں الحاد و فساد کو میٹھا اور شیریں بنا کر دکھایا گیا ہے۔

ان ہاتھوں کو پہچانو جنہوں نے تم سے قرآن چھینا اور بلّا گیند تھمایا۔-- ان سازشیوں کو بے نقاب کرو جنہوں نے سنّت مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر تم سے اوجھل رکھی اور فلموں کے پردوں پر تمہاری ہی بہنوں کی تھرکتی تصویریں تمہیں دکھا کر تمہاری غیرت کو سلایا ' یہاں تک کہ تم اپنی بہنوں اور ماؤں کو برہنہ دیکھ کر مستانے ہاتھیوں کی طرح اور شہوانی ریچھوں کی طرح

ناچنے لگے' ہاں ان حاکموں کو بھی معاف نہ کرو جنھوں نے قوم کے گلے میں اسلام کا تعویذ تو ڈالا لیکن نظامِ زندگی سے " ابلیسی " مشوروں کو نہ نکال سکے۔

وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُوْنَ ہ (النمل : ٢٤)

" اور شیطان نے ان کے لئے عمل کچھ یوں آراستہ کئے کہ سیدھی راہ ہی سے روک دیا۔ پس وہ راہ نہیں پاتے۔

اس زاروزبوں دنیا میں رہتے ہوئے تم نے ضرور جان لیا ہو گا کہ آج انسانیت کو خطرات نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے ۔ چار سُو بے یقینی کی فضا نے آدمیت کو لرزا کر رکھ دیا ہے' شاید تم سمجھتے ہو کہ میرا اشارہ مہلک ہتھیاروں کی تخلیق کی طرف ہے یا عالم کش اور نفس سوز زہریلے بموں کو میں انسانیت کے لئے فساد انگیز تصوّر کرتا ہوں۔ اپنی جگہ یہ ساری چیزیں خوف آفریں ہیں' لیکن اس دنیا کے باسیوں کا اصل مسئلہ ان کی عالی اقدار کا مِٹ جانا ہے جن سے انسانیت صحیح معنوں میں ارتقا کی منزلوں پر گامزن ہو سکتی ہے۔ چکّی کا پاٹ خطرناک اس وقت ہی ہوتا ہے جب وہ اپنے محور سے سرک جائے۔ آج کے انسان کا اصل مسئلہ (problem) یہ ہے کہ وہ اپنے مرکز سے ہٹ چکا ہے۔ انسانیت کو اپنے مدار پر دوبارہ لانے کے لئے ایک زبردست علمی و عملی اور روحانی انقلاب کی ضرورت ہے اور ایک ایسی قوّت بھی درکار ہے جو اس عظیم کارنامے کو بجالانے کے لئے اپنا کندھا آگے بڑھائے۔

اب مشاہدات اور عالمی حالات نے اس بات کو پوری طرح خارج از بحث کر دیا ہے کہ انسانوں کے لئے مغربی طریق حیات نفع مند ہے یا مشرقی فکر خود آفرید؟

زندگی کی دوڑ میں یونان کا فلسفہ' مشرق کی روایات اور مغرب کے نظام سب ناکام ہو چکے ہیں۔ انسانیت نے قدیم جدید اور دائیں بائیں سب سے مایوس ہو کر اس حقیقت کی طرف سفر شروع کر دیا ہے جس سے امن و سکون کی جنتیں آباد ہو سکتی ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ یہی آدمّیت کا اصل مرکز ہے۔ اسے ہی اسلام اور ایمان ایسی اصطلاحوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ روحانی کائنات کا یہی وہ محور ہے جس کے گرد گھوم کر عالمی امن اور اخروی سعادتوں کی ضمانت مہیا کی جاسکتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انسانوں کی ضرورت' نظریات کی تلاش نہیں قیادت کی جستجو ہے۔ اب کون ہیں وہ لوگ' جن کی مردانہ قوّت اور فتوّانہ شان قافلہّ انسانیت کو اٹھا کر صراطِ مستقیم پر رواں کردے۔ انسانی علم کا یہ عظیم کارنامہ اٹیمی توانائی سے سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ تسخیرِ کائنات کے ایجاداتی مظاہرے انسانوں کی ارواح کو ٹھنڈک اور سکون نہیں پہنچا سکتے۔ آخر اس قوّت کی تلاش کیوں نہیں کی جاتی جس نے ماضی کی تاریخ میں اس نوعیت کا ایک عظیم انقلاب بپا کیا ہے اور یقیناً وہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہی وہ طاقت ہے جسے آج بھی استعمال کیا جائے تو عالمی بے چینی دُور کی جاسکتی ہے۔ لیکن اس قوّت کے زورآور استعمال کے لئے ایسے ری ایکٹر چاہیں جن کے اندر فطرت نے انقلابی صلاحیّتیں ودیعت کی ہوں۔ میرے خیال میں بجا طور پر اسلامی برقی قوتیں مِلّت کے نوجوان ہیں بشرطیکہ وہ اپنا وتیرہ بدل لیں اور قومی ترقی اور مِلّی نمو کا احساس ان میں اجاگر ہو جائے۔

یہ ہو سکتا ہے کہ وہ نفسیاتی سکون کے حصول کے لئے بربادیوں کا سارا بوجھ اپنے بزرگوں کے کندھوں پر پھینک دیں یا پھر توجیہہ اور توضیح کا یہ راستہ اختیار کرلیں کہ یہ دَور شرافت کا نہیں' یہاں نیکی کو تحریکی صورت میں اپنانے پر مذاق بننے والی بات ہے۔ یہ بحث تو الگ ہے۔ نیک لوگ اگر یہ فلسفہ اپنالیں کہ " ہر شخص نے اپنی اپنی قبر میں جانا ہے " اور مغرور عناصر یہ منطق اختیار کر لیں کہ ہمارا دور نیکی کا دور ہی نہیں تو نتیجہ کیا برآمد ہو گا "۔ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ معقولیت نہیں کہ چوروں کو دیکھ کر آدمی چور

اس لئے بن جائے کہ اگر میں چور نہ بنا تو لوگ مذاق کریں گے۔ شرابیوں کو دیکھ کر شراب اس لئے پی جائے کہ اگر میں نے شراب نہ پی تو لوگ مجھ ٹھٹھہ کریں گے۔ اس وقت نوجوان مسلمان فسق و فجور کو بطور فیشن اپنا رہے ہیں۔ محض اس لئے کہ اگر ہم نے اس غلیظ تہذیب کی بساط کو یکسر الٹ دیا تو مذاق بن جائیں گے حلانکہ قیامت کا معاملہ بالکل ہی دوسری نوعیت کا ہوگا۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا کَانُوۡا مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یَضۡحَکُوۡنَ ۫ۖ ﴿﴾ وَ اِذَا مَرُّوۡا بِہِمۡ یَتَغَامَزُوۡنَ ۫ۖ ﴿﴾ وَ اِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰۤی اَہۡلِہِمُ انۡقَلَبُوۡا فَکِہِیۡنَ ﴿﴾ وَ اِذَا رَاَوۡہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّ ہٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوۡنَ ﴿ۙ﴾ وَ مَاۤ اُرۡسِلُوۡا عَلَیۡہِمۡ حٰفِظِیۡنَ ﴿ؕ﴾ فَالۡیَوۡمَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الۡکُفَّارِ یَضۡحَکُوۡنَ ﴿ۙ﴾ (المطففین ۲۹ تا ۳۴)

" مجرم لوگ (دنیا میں) ایمان والوں سے ہنسا کرتے تھے۔ جب کبھی ان پر ان کا گزر ہوتا تو آنکھ سے اشارہ کر دیتے۔ جب اہل و عیال کے پاس آتے تو خوشیاں لُوٹتے اور مسلمانوں کو دیکھتے تو کہہ دیتے کہ یہ لوگ تو بہکے ہوئے ہیں' حالانکہ انہیں مسلمانوں پر محافظ تھوڑا ہی بنایا گیا تو پس اُس دن (یوم آخرت) ایمان والے کافروں پر ہنسیں گے۔ "

نوجوانو ! اس وقت تمہاری سوسائٹی وہ حمام بن چکی ہے جس میں اس کا ہر رُکن ننگا کھڑا ہے بجائے اس کے کہ بے حیائی کا یہ انداز تم خود اپناؤ اس کے خلاف سینہ سپر ہو جاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے مطابق ایک ایسے جہاد کا آغاز کرو جس کے نتیجہ میں خدا کا دین تمام شئونِ حیات میں غلبہ حاصل کرے۔

حَتّٰی یَکُوۡنَ الدِّیۡنُ لِلّٰہِ

شاید اپنی جگہ تم یہ امید لگائے بیٹھے ہو کہ زندگی کا یہ عالی مقصد پورا کرنے کے لئے ایک ارب مسلمان موجود ہیں۔ پچاس سے زیادہ اسلامی ریاستیں کام کر رہی ہیں اور زمین پر لاکھوں مسجدوں کے منیار اٹھائے جا رہے ہیں' یاد رکھو ! میں قرآن مجید کے گہرے اور عمیق مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس عالمِ رنگ و بُو میں اس وقت ایک جہالت وہ ہے جو دنیائے کفر کی طرف سے پھیلائی جا رہی ہے اور دوسری وہ جسے مسلمان بغل میں دبائے ہیں۔ ایک طاغوت کفر کی صورت میں ہے اور دوسرا طاغوت تمہاری وہ مسلمان ریاستیں ہیں جن میں خدا کے دین کی بجائے سرمایہ داریت' شہنشاہیت' جنگل راج' اشتراکیت اور عبث جمہوریت کے صنم پوجے جا رہے ہیں۔ اب تم بتاؤ ایک گھر کو آگ لگ جائے تو اُسے بجھانے کی سر توڑ کوشش کی جاتی ہے۔ سارا عالم بدی اور شرک کی آگ میں جل رہا ہے لیکن کیا مسلمان کیا کافر اسے بجھانے کی بجائے اس پر تیل چھڑک رہے ہیں۔

لَا یُشۡرِکُ فِیۡ حُکۡمِہٖۤ اَحَدًا ﴿﴾ (الکہف : ۲۶)

" وہ اپنی حکومت میں کسی کو بھی شریک نہیں کرتا "۔

ان نا ربداماں حالات میں زندہ دلوں کی دھڑکن اور فطرت کی آواز نوجوان ہی ہو سکتے ہیں۔ جن کے جلنے' کٹنے' مرنے' اور قربانی دینے سے وہ نسل کھڑی ہو سکتی ہے جس کی حرکت و محنت سے اس دُنیا کا نقشہ بدلا جا سکتا ہے اور خلافتِ الٰہیہ جیسا پاک مقصدِ رسالت پورا کیا جا سکتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ

اَمناً ط یَعبُدُونَنِی لَا یُشرِکُونَ بِی شَیاً ط (النُور: ۵۵)

" وہ لوگ جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ زمین میں ان کی خلافت ضرور قائم فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو خلافت سے نوازااور یہ بھی کہ وہ دین جسے ان لوگوں کے لئے پسند کیا گیا ہے ضرور مستحکم فرمائے گا۔
نتیجتاً یہ اس قانون کی برکت ہی ہوگی کہ اللہ خوف کو امن سے بدل دے گا۔ پس چاہیے کہ لوگ میری
ہی عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں"۔

قیامِ خلافت اور نظامِ عبادت اسلام میں ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں اور ان دونوں کے حصول کے لئے ایک مسلسل جہاد کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مواد اللہ تعالیٰ نے صرف نوجوانوں کو عطا کر رکھا ہے۔

نوجوانوں کی اس وقت دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو کاملاً اپنے آپ کو بندہ شیطان بنا چکے ہیں۔ اور دوسرے وہ جن کی آنکھوں میں ابھی تک دینی غیرت اور حمیّت موجود ہے اور ان معصوم دینی نوجوانوں کی بد قسمتی کہ مذہبی جاگیرداری نظام نے انہیں اپنی بوسیدہ روایات کی پرستش کا اس قدر خوگر بنا دیا ہے کہ اسلام کا انقلابی فلسفہ حیات ان کی سمجھ سے از حد باہر ہو گیا ہے۔ ایک عرصہ سے گوہر نظر نوجوانوں کے شاب ڈھل کر بڑھاپے میں بدل رہے ہیں اور مسلمانوں کی پارہ نظر نسلیں آنے والی نسل کی گود میں دم توڑ رہی ہیں لیکن روایتی جنون کے سیاہ ناگ برابر کاٹتے چلے جا رہے ہیں۔ یہاں یہ امر بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ ہم روایات دشمنی سے ہرگز مادر پدر آزاد ہونا مراد نہیں لیتے۔ ہماری نظر میں اب بھی " انقلاب " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور مکمل اطاعت اور اتباع ہی سے آئے گا لیکن ہمارے نزدیک اتباع اور اطاعت کا مفہوم نہایت وسعت رکھتا ہے۔ ہم انقلاب کے لئے اس جدید دور میں بھی ایک زبردست ' ٹھوس اور ثمر آور تحریک کے لئے منہج رسالت کی جز بجز اطاعت لازم تصور کرتے ہیں۔ بات یہ ہو رہی تھی کہ دینی نوجوانوں کا معصوم اور مظلوم گروہ بُری طرح "مولویانہ رقابتوں" کی بھینٹ چڑھ رہا ہے۔ فرقہ وارانہ ابحاث اور طلسمات نے ایک پوری نسل کو مسل ڈالا ہے۔ خانقاہ اور محراب باستثنائے نیک دلاں مایوسی اور بد نظمی کے جھنجھنوں سے کھیل رہے ہیں۔ مادہ گیری کے جتنے طریقے یہاں سے جنم لیتے ہیں 'ابلیسی ماہرین معاشیات کے علم میں بھی نہ ہوں گے۔

ہمارا مقصد کسی بھی " حلقہ آدمیت " سے مخالفت برائے مخالفت نہیں بلکہ ہم تو " نوجوانوں " کی ایک ایسی " ٹیم " دیکھنا چاہتے ہیں جو قرآن اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فہم ٹھیک دورِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے تناظر میں رکھ کر حاصل کرے اور پھر یکسوئی سے دینی دعوت عام کرے لیکن کمال کی حد تک ---- عمل کرے لیکن اخلاص کا نور لے کر ---- جہاد کرے لیکن فیصلہ کن عزائم سے اور نتیجتاً اسلام نافذ کرے 'انسانیت کی بھلائی کے لئے اس راہ حق میں دولت اس کے راستے نہ بدل سکے۔
جزوی اقتدار اس کی گردن جھکانے میں ناکام ہو جائے۔
جہالت نورِ بصیرت چھیننے میں منہ کی کھائے۔
باطل عناصر کے مسلم شکن حربے انہی کی پاؤں کی زنجیر بن جائے۔

میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ لکھتے ہوئے میرا قلم خجالت سے چیختا ہے۔ حروف انقلاب پیدا نہیں کرتے۔ انقلاب کے لئے ایک جانباز 'ایماندار اور حوصلہ کیش قوم درکار ہوتی ہے۔ شاید قوم سازی اور استقبال نوازی کی یہ عظیم خدمت کسی غریب گھرانے کا

کوئی نوجوان سرانجام دیدے لیکن خاک ہو جائیں گے ہم ان کو خبر ہونے تک۔ مے کشی کی رسم نبھانا آسان ہے اور ہاؤہُو کی محفلیں ممکن۔ لیکن دل کے تاروں پر حقیقت کا نغمہ چھیڑنا اور لوگوں کے خون کو مائل بہ جہاد کرنا کارے دارد۔

نوجوانو! ہم نے پاکستان بنانا ہے اپنے اجسام پر ---- اپنے اجساد پر اپنی ارواح پر سیرت میں کردار میں' زمان و مکاں میں' حالات خواہ کیسے بھی ہوں ---- ہمیں پاکستان بنانا ہے ---- پاکستان کو پاکستان بنانا ہے ---- جل کر' کٹ کر' مر کر ---- خدا کی ساری زمین کو پاکستان بنانا ہے ---- اسلامستان بنانا ہے ---- نورستان بنانا ہے ---- خدا کی تائید سے' مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے اور قرآن کے نور سے ---- پاکستان بنانا ہے ---- انشاءاللہ بنانا ہے۔

یاد رکھو!

جہاں قرآن نہیں ---- جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت نہیں ---- جہاں اسلام کا نور نہیں ---- وہ پاکستان نہیں ---- وہ امراء کا عشرت کدہ ہے' وہ جاگیرداروں کی سیرگاہ ہے ---- وہ سرمایہ داروں کی شکارگاہ ہے ---- وہ افسروں کا قبحہ خانہ ہے ---- وہ سیاستدانوں کا اکھاڑہ ہے ---- وہ سپہ سالاروں کا جاگیر ہے ---- وہ سبزوں کا ملعب ہے سرخوں کا بھٹ اور آدابِ غلامی سکھانے کی تربیت گاہ ہے۔

مسلم نوجوانو! میرے جگر کے ٹکڑو!

نہ مانو! قطعاً نہ مانو!

افسر شاہی کو ---- بادشاہی کو ---- شہنشاہی کو ---- وزیر شاہی کو ---- نفس شاہی کو ---- شیطان شاہی کو ---- درہم شاہی کو ---- ریال شاہی کو ---- اور دولت شاہی کو اور اب ہو ہی جاؤ آمادۂ مخالفت:

زمانے کے ہر فرعون کے خلاف ---- زمانے کے ہر نمرود کے خلاف ---- زمانے کے ہر یزید کے خلاف ----

نہ مانو! غیر اسلامی اور باطل قوانین کو!

خدارا نہ مانو ---- تمہیں تمہاری عاقبت کا واسطہ ---- نہ مانو! طاغوت کو' سوشلزم اور کمیونزم کو! فتنہ کو اور فساد کو ---- ظلم اور استحصال کو! ماننے کے لئے صرف اللہ ہے ---- رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے ---- قرآن ہے اور سنّتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہمیں تمہارا انتظار ہے' آؤ مل کر جہاد کریں اور تادمِ آخر جہاد کریں۔

اسلام کے غلبہ کے لئے ---- خدا کی رضا کے لئے ---- اور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر' اگر تم ہمارے ساتھی ہو اور یقیناً ہو تو ایمان مضبوط کرو ---- یقین محکم رکھو ---- نمازیں قائم کرو ---- احکامِ خدا بجالاؤ' مال و جان کی قربانی دو' عفت کو داغدار مت بناؤ ---- سنجیدگی اختیار کرو ---- بڑوں کی عزّت ان کا حق سمجھو' چھوٹوں پر شفقت لازم رکھو ---- عصری علوم میں مہارت پیدا کرو' قرآن کی تلاوت کرتے رہو ---- محبت کا نُور پھیلاتے رہو ---- حَسَد' بغض اور چغلی سے بچو ---- ماں باپ کا ادب کرو ---- لباس ہمیشہ سادہ پہنو ---- علم سیکھتے رہو ---- خیانت سے باز رہو ---- وعدوں کا پاس رکھو ---- وقت کی پابندی کرو ---- اللہ کے محبوب بندوں کے مزارات پر حاضری دیتے رہو ---- جھوٹ کسی بھی حالت میں نہ بولو۔ ساتھیوں کی عیب پوشی کرو ---- رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو ---- نیکی کا حکم دیتے رہو' برائی سے منع کرتے رہو بے شک اللہ تم سے راضی ہو گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت تمہیں نصیب ہو گی۔ اے تاریکیوں میں روشنیوں کے انقلاب لانے والی ذات! راہ

حق میں وہ ساتھی نصیب فرما جن کی معیت سے تکمیلِ مقصد آسان ہو اور زندگی کا سفر سکون سے گزرے اور جب ہم دنیا سے اٹھیں تو ہمارے نیک وارث، مقاصد کی شمع کو روشن رکھیں۔ آمین۔

بجاہ سیّد المرسلین وَالصّلٰوۃ وَالسلام علٰی سائرالمرسلین خصُوصاً علٰی خاتم النبیّن

---

[1] نظام عبادت کو سمجھنے کے لئے سیّد ریاض حیسن شاہ کی تصنیف " سراغ زندگی " کا مطالعہ مفید رہے گا۔